مجھے چین نہیں ملے گا جبتک جماعت نماز کے معاملہ میں آج سے سینکڑوں گنا بیدار نہ ہو جائے

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بتاریخ ۲۲؍۷؍۸۸

———— بمقام اسلام آباد۔ انگلستان، ————

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ العنکبوت کی آیت ۴۶ تلاوت کی اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے سو سال عنقریب پورے ہونے کو ہیں۔ جوں جوں اگلی صدی قریب آتی جا رہی ہے میں جماعت کو مختلف رنگ میں تربیتی امور کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ ان میں سے سب سے اہم امر جس کی طرف میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ نماز باجماعت کے قیام کے متعلق ہے۔ نماز عبادتوں کی رُوح اور انسانی پیدائش کا مقصد ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات متعدد بار جماعت کے سامنے رکھ چکا ہوں اور آج زیادہ توجہ نماز کی ابتدائی منازل کیطرف دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جماعت کا ایک طبقہ ابھی تک نماز کی ابتدائی حالتوں پر بھی قائم نہیں ہو سکا۔ مجھے یہ دیکھ کر تکلیف پہنچتی ہے کہ ہم ابھی تک نماز کے سلسلہ میں اپنی آئندہ نسلوں کی ذمہ داری ادا نہیں کر سکے۔ یہی وہ امر ہے جو پہلی صدی کے آخر پر میرے لیے سب سے زیادہ فکر کا موجب بن رہا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا، اگر جماعت اگلی صدی میں اِس حال میں داخل ہو کہ ہماری اگلی نسلیں نماز سے غافل ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کے اخلاص کا عمومی معیار اِس ابتلاء کے موجودہ دَور میں بہت بلند ہوا ہے لیکن یہ اخلاص اپنی ذات میں محفوظ نہیں اگر اس کو نماز اور عبادت کے برتنوں میں محفوظ نہ کیا جائے۔ عبادت کی مثال ہوا میں سانس لینے کی طرح ہے۔ جو سانس کا رشتہ زندگی سے ہے وہی

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published under the supervision of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Amir & Missionary Incharge, USA, for the **Ahmadiya Movement In Islam, Inc.**, 2141 Leroy Place, N.W., Washington, DC 20008. Ph: (202) 232-3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens, OH 45701

Ahmadiyya Movement In Islam, Inc.
P. O. Box 338
ATHENS, OHIO 45701

رشتہ عبادت کو انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ نماز کم سے کم ذکرِ الٰہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ جو آج نمازی ہیں جب تک ان کی آئندہ نسلیں نمازی نہ بن جائیں جماعت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اس لیئے مَیں ہر بالغ مرد و عورت احمدی سے بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کی نمازوں کی حالت کا سچ کی نظر سے جائزہ لیں۔ مجھے ڈر ہے کہ جو جواب اُبھریں گے وہ دلوں کو بے چین کر دینے والے ہوں گے۔ کیونکہ جس حالت میں ہم آج اپنے بچوں کو پاتے ہیں یہ ہرگز اطمینان بخش نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے تربیت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ وہ مربّی جو ساری دنیا کو زندہ کرنے پر مامور فرمایا گیا تھا اُس سے خود زندگی کے گُر پانے اور زندہ کرنے کے گُر سیکھنے ہوں گے۔ اُس مربّی نے کُلُّکُمْ رَاعٍ کے ارشاد سے نہایت خوبصورت انداز میں ہر ایک کو اس کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس لیئے جماعت کے نظام پر انحصار کی بجائے سب سے اہم ذمہ داری ہر گھر والے کی ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ کے نبی حضرت اسماعیلؑ باقاعدگی سے اپنے بیوی بچوں کو نماز کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی اسماعیلی صفت اپنے اندر پیدا کرلیں اور اپنی بیویوں اور بچوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں اور یاد رکھیں کہ جب تک اِس کام کو بچپن سے شروع نہیں کریں گے یہ کام ثمر دار ثابت نہیں ہوگا۔

حضور نے فرمایا تربیت کا آغاز بچوں کے بڑے ہونے کے وقت سے نہیں بلکہ پیدائش سے پہلے اور پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اس تربیت کا تعلق دعاؤں سے ہے۔ آپ صرف اپنے بچوں کے لیئے ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لیئے بھی دعا مانگیں۔ کیونکہ ہر بات کا مرکزی نقطہ تو دعا بنتی ہے۔ دعا کے بغیر کسی کوشش کو پھل نہیں لگتا۔ خشک محنت کریں گے تو یاد رکھیں کہ خشک نمازی پیدا کریں گے حقیقی عبادت کرنیوالے پیدا نہیں کر سکتے۔ پس پہلی اور آخری بات یہی ہے کہ آئندہ نسلوں کو عبادت پر قائم کرنے کے لیئے دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ دعا سے عجائب کام ہوتے ہیں۔ نصیحت کو ایک نیا شعور ملتا ہے۔ دعا سے خالی نصیحت کرنے والا نیکی کی طرف بلانے کی بجائے بدیوں کی طرف دھکیلتا ہے۔ دعا سے عاری نصیحتیں بے اثر ہوتی ہیں۔ لہٰذا جماعت کو ایسا نہیں بننا۔ جماعتِ احمدیہ ساری دنیا کے لیئے آج وہ آخری نمونہ ہے جو زندہ نہ رہا تو ساری دنیا ہمیشہ کے لیئے مر جائے گی۔

حضور نے فرمایا یہ عظیم الشان کام دعا کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنی نسلوں کو کبھی نمازوں پر قائم نہیں کر سکیں گے جب تک آپ اُن کے لیئے درد محسوس نہیں کریں گے۔ پس انہیں اس طرح نمازوں کی طرف متوجہ کریں کہ وہ رفتہ رفتہ آگے بڑھیں۔ اِس طرح دو طرفہ تربیت ہوگی۔ آپ انہیں زندگی کا پانی عطا کر رہے ہوں گے اور وہ آپ کو زندگی کا پانی عطا کر رہی ہوں گی۔

فرمایا یہ مضمون ایسا ہے کہ مَیں کبھی اِس مضمون کو بیان کرتے ہوئے تھک نہیں سکتا۔ اس معاملہ میں میرے دل میں درد اور غم کی ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ آپ میں سے بہت سے اسکا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہرگز مَیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنیوالا نہیں ہوں گا جبتک اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے یہ چین نصیب نہ ہو جائے کہ جماعت نماز کے معاملہ میں آج سے سینکڑوں گنا زیادہ بیدار ہو چکی ہے اور ہم اگلی صدی میں خدا کے حضور سر جھکا کر داخل ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہمیں اس کی توفیق ملے۔ (آمین)

تازہ منظوم کلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ منظوم کلام جو جماعت احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۲ تا ۲۴ جولائی کے موقعہ پر پیش کیا گیا۔

دیکھو اک شاطر دشمن نے کیسا ظالم کام کیا
پھینکا مکر کا جال اور طائرِ حق زیرِ الزام کیا

ناحق ہم مجبوروں کو، اک تہمت دی جلّادی کی
قتل کے آپ ارادے باندھے، ہم کو عبث بدنام کیا

دیکھو پھر تقدیرِ خدا نے، کیسا اُسے ناکام کیا
مکر کی ہر بازی اُلٹا دی، دجّال کو کشتۂ از بام کیا

اُلٹی پڑ گئیں سب تدبیریں، کچھ نہ دغا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے، آخر کام تمام کیا

زندہ باد غلام احمد، پڑ گیا جس کا دشمن جھوٹا
جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ، إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

جب سے خدا نے اِن عاجز کندھوں پر بارِ امانت ڈالا
راہ میں دیکھو کتنے دشمن اور کتنے مہیب مراحل آئے

بھیڑوں کی کھالوں میں لپیٹے، کتنے گرگ پلے رستے میں
مقتولوں کے بھیس میں دیکھو، کیسے کیسے قاتل آئے

آخر شیرِ خدا نے بپھر کر، ہر بن باسی کو للکارا
کوئی مبارز ہو تو نکلے، سامنے کوئی مباہل آئے

ہمت کس کو تھی کہ اٹھتا، کس کا دل گردہ تھا نکلتا
کس کا پتہ تھا کہ اٹھ کر، مردِ حق کے مقابل آئے

آخر طاہر سچا نکلا، آخر ملاں نکلا جھوٹا
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

ملاں کیا روپوش ہوا اک، بلی بھاگوں چھینکا ٹوٹا
اپنے مریدوں کی آنکھوں میں، جھونکی دھول اور پیسہ لوٹا

قریہ قریہ فساد ہوئے تب، فتنہ گر آزاد ہوئے سب
احمدیوں کو بستی بستی پکڑا، دھکڑا، مارا کوٹا۔
کرڈالیں مسمار مساجد، لوٹ لئے کتنے ہی معابد
جن کو پلید کہا کرتے تھے، لے بھاگے سب انکا جوٹھا
کاٹھ کی ھنڈیا کب تک چڑھتی، وہ دن آنا تھا کہ پھٹتی
وہ دن آیا اور فریب کا، چوراہے میں بھانڈا پھوٹا

کہتے ھیں پولیس نے آخر، کھود پہاڑ نکالا چوھا
جَاۤءَ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا

جاؤں ہر دم تیرے وارے، میرے جانی میرے پیارے
تونے اپنے کرم سے میرے، خود ھی کام بنائے سارے

پھر اک بار گڑھے میں تونے، سب دشمن چُن چُن کے اُتارے
کر دیئے پھر اک بار ہمارے آقا کے اونچے مینارے

اُسے آڑے وقتوں کے سہارے، سُبحَانَ اللّٰہ، یہ نظارے
اِک دشمن کو زندہ کر کے، مار دیئے ھیں دشمن سارے

دیکھا کچھ۔ مَغرِب کے اُفق سے کیسا سچ کا سُورج نِکلا
بُجھ گئے دیپ ظُلِمتِ نظر کے۔ مٹ گئے جھوٹ کے چاند ستارے

اپنا منہ ہی کر لیا گندہ، پاگل نے جب چاند پہ تھوکا
جَاۤءَ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا

بدصحبت کا انجام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں :-
" انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک بدصحبت بھی ہے۔ دیکھو ابوجہل خود تو ہلاک ہوا مگر اور بھی بہت سے لوگوں کو لے مرا جو اس کے پاس بیٹھا کرتے تھے اس کی صحبت اور مجلس میں بجز استہزا اور ہنسی ٹھٹھے کے اور کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ یہی کہتے تھے اِنَّ ھٰذا الشیی یّراد۔ میاں یہ دو کانداری ہے۔"

جماعت احمدیہ دُنیا کے ۱۱۷ ملکوں میں پھیل چکی ہے

سیرالیئون کی چیفڈم میں جماعت کو خدا کے فضل سے اسّی بنی بنائی عبادت گاہیں عطا ہوئیں

ایک ہفتہ کے اندر ۹۴ دیہات کے ۵۷۶۵ افراد احمدی ہوئے

اسلام آباد۔ سرے (برطانیہ) ۲۳ جولائی ۱۹۸۸ء (ڈاک سے) آج یہاں جماعت ہاء احمدیہ برطانیہ کے ۲۳ ویں سالانہ جلسہ کے دوسرے دن حاضرین سے خطاب کے دوران میں حضرت امام جماعت احمدیہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد نے جماعت کی ہمہ جہتی ترقی کا ایک اچٹتا سا خاکہ پیش کرتے ہوئے فرمایا — جماعت احمدیہ کے دشمن جتنا چاہیں زور لگالیں اور دُکھ پہنچائیں وہ جماعت پر خدا تعالیٰ کے فضلوں کو نہیں روک سکتے۔ آپ نے گزشتہ سال کے دوران میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشوں کا شکر و حمد سے لبریز لہجے میں تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ بفضلہٖ تعالیٰ داعیان الی اللہ کے ذریعہ نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آرہا ہے اور اس وقت تک جماعت احمدیہ دنیا بھر کے ۱۱۷ ملکوں میں مستحکم ہو چکی ہے۔

پندرہ ۱۵ کی بجائے ایک سو سترہ ۱۱۷

آپ نے بتایا کہ پاکستان میں احمدیوں کی ۱۵ عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ مگر ہمارے خدا نے اس کے عوض ہمیں ۱۱۷ نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی جن کے علاوہ ۵۹ زیرِ تعمیر ہیں۔ اور ۱۲۱ ہمیں بنی بنائی مرحمت فرمائی ہیں۔ اس طرح کہ دیہات کے دیہات اپنی عبادت گاہوں اور پیش اماموں سمیت سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ گویا ہمارا جلیل وقدیر خدا ہمیں؛

"یدخلون فی دین اللہ افواجا" کے نظارے دکھا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بطورِ خاص سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار کا جائزہ پیش کیا اور بتایا کہ اس ملک کی ایک "چیفڈم" میں ایک ہفتہ کے اندر ۹۴ دیہات سے ۵۷۶۵ افراد احمدی ہوئے اور اس طرح جماعت کو اسّی بنی بنائی عبادت گاہیں عطا ہوئیں۔

مستمرہ (سیرالیون) کی چیف ڈم کے چیف

اس چیفڈم کے چیف (آف مستمرہ) بھی جلسہ میں موجود تھے آپ نے اسٹیج پر آکر چند منٹ حاضرین سے خطاب بھی کیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے بتایا کہ ترقی کی یہی رفتار دنیا بھر میں جماعت کی طرف سے لٹریچر کی اشاعت قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور دیگر تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کی ہے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر قدم ترقی کی جانب ہے۔

آپ نے کہا یہیں اعتراف ہے اور یہ حقیقت بھی ہے۔ کہ اقتصادی لحاظ سے ہم بڑے کم مایہ اور کمزور ہیں۔ مگر ہمارے خدا نے ہمارے ہسپتالوں اور سکولوں کو برّاعظم افریقہ میں انسانیت کی بہترین خدمت کی توفیق دی ہے۔ اللہ کرے ہم ان قوموں کو صحیح معنوں میں آزادی بخشنے والے ہوں۔ آپ نے کہا:-

جس برّاعظم کو دُنیا تاریک برّاعظم کہہ رہی ہے وہ بہت جلد دُنیا کی پیشانی پر روشنی کا مینار بن کر اُبھرنے والا ہے۔

۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک

اس سے قبل ۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء جمعۃ المبارک کو حضرت امام جماعت احمدیہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد نے ۲۳ ویں سالانہ جلسہ کے افتتاحی اجلاس سے بھی خطاب فرمایا۔ یاد رہے جماعت کے اس جلسہ کو یہ اہمیت حاصل تھی کہ یہ

احمدیت کی پہلی صدی کے آخری سال کا جلسہ تھا۔

جس میں بقول حضرت امام خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و نصرت سے انہیں معاندین احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دینے کی توفیق بھی عطا فرمائی — جماعت ہا احمدیہ برطانیہ کے سنٹر اسلام آباد۔ سرے میں منعقدہ اس جلسہ میں ۴۸ ملکوں سے آنے والے چھ ہزار کے لگ بھگ افراد نے شرکت کی اور تمام خطابات کا بیک وقت پانچ زبانوں (انگریزی۔ عربی۔ فرینچ۔ جرمن اور انڈونیشین) میں ترجمہ کیا جا رہا تھا

ایک حیرت انگیز نشان

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ — ابھی

میری طرف سے دیئے جانے والے مباہلہ کے چیلنج پر ایک ماہ بھی نہیں گزرا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے ایک حیرت انگیز نشان ظاہر کر کے دشمنانِ جماعت احمدیہ کو ذلیل و رسوا کر دیا اور انہیں اس قدر رسوا کر دیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ میں نے مباہلہ کا یہ چیلنج جمعۃ المبارک ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو دیا تھا۔ جسے بعد میں چھپوا کر مشتہر بھی کیا گیا اور اندرون و بیرون پاکستان اخبارات میں اسکی خبریں شائع ہوئیں۔

جس کے عین ایک ماہ بعد ۱۰ جولائی کو وہ شخص پاکستان پہنچ گیا جس کے قتل کا مجھ پر الزام لگایا جاتا تھا۔

خدا تعالیٰ کی کون سی تقدیر اسے گھیر کر لائی۔ اس میں بہت سے راز ہیں۔ جو ابھی مخفی ہیں۔ لیکن آپ یقین رکھیں کہ جوں جوں پردہ اٹھے گا۔ دشمن کی رسوائی کے سامان اور زیادہ ظاہر ہوتے جائیں گے۔

آپ نے بتایا کہ اس شخص اسلم قریشی ہی نے ایم ایم احمد پر حملہ کیا تھا۔ مگر اس واقعہ کے بعد وہ اچانک "مولانا" بن گیا۔ اور اخبارات میں اس کے غائب ہونے کے متعلق خبروں کی ایک مہم شروع ہو گئی۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو کہ جب اخبارات میں شدت کے ساتھ یہ مطالبہ نہ آیا ہو۔ کہ امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد (مولانا) اسلم قریشی کا قاتل ہے۔ اس نے اُسے اغوا کر کے قتل کر دیا ہے اور قوم اس خونِ ناحق کے بدلہ میں مجرم کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتی ہے —— رفتہ رفتہ اس تحریک میں ایک نئی قوت پیدا ہو گئی اور جماعت احمدیہ کے خلاف شدید و بہیمانہ مظالم کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حکومت واضح طور پر اس تحریک میں ملوث معلوم ہونے لگی —— میرے وطن سے چلے آنے کے بعد تو اس سلسلہ میں جماعت کو اذیتیں دینے کی انتہا کر دی گئی۔

حالانکہ میرے ملک سے چلے آنے یا واپس جانے کا اس شخص کی گمشدگی یا برآمدگی سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔

واضح رہے —— جماعت احمدیہ کا خلیفہ ایک بہت بڑی جماعت کا خلیفہ ہے۔ جو عالمگیر ہے جو دنیا کے ۱۱۷ ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ اس کے لئے کسی ایک ملک کے اندر محدود رہنا ممکن ہی نہیں اور یہ بھی درست ہے کہ جماعت احمدیہ کا کوئی خلیفہ بھی اُس ملک میں نہیں رہ سکتا۔ جہاں وہ کھلے بندوں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے سے قاصر ہو۔

مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ مباہلہ کے چیلنج سے متعلقہ وضاحت کی ایک اہم شق یہ تھی کہ تم مجھے اسلم قریشی نامی ایک شخص کا قاتل قرار دیتے ہو۔ میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ

اس الزام میں جو جھوٹا ہو۔ اُس پر خدا کی لعنت ہو۔

اور اب تو ہر صاحبِ نظر یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ مولویوں پر ان لعنتوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور مباہلہ کی سچائی ظاہر ہو جانے کے بعد اب وہ اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور مباہلہ سے فرار کی راہیں ڈھونڈھ رہے ہیں۔ کبھی وہ کبھی مدینہ اور کبھی لندن میں مباہلہ کے انعقاد کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ مباہلہ کے لئے کسی میدان کا ہونا ضروری نہیں۔ اگر وہ دروغ گوئی سے باز نہ آئے تو یاد رکھیں لعنتیں ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔

آپ نے ایک مولوی بنام منظور چنیوٹی کی بے باکیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا —— انہوں نے اعلان شائع کرایا تھا کہ اسلم قریشی کی گمشدگی کے سلسلہ میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے۔ ہم نے حکومت کو چند آدمیوں کے نام تحقیق کے لئے دیئے ہیں۔ جن میں "مرزا طاہر احمد بھی شامل ہے اگر ان میں سے (کسی سے) ملزم برآمد نہ ہو تو ہم سرِ بازار گولی کھانے کو تیار ہیں —— اب جبکہ یہ بات کھل گئی ہے کہ ان افراد میں سے ایک بھی ملوث نہیں تھا۔ اب اگر وہ واقعی عالمِ دین ہیں اور ذرہ بھر سچائی بھی ان کے ساتھ ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو حکومت کے سامنے پیش کیوں نہیں کرتے۔

اگر حکومت ایسا کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی تو اپنے کسی مرید ہی کو یہ فریضہ انجام دینے کی زحمت دیں

آر۔ اے چودھری (لندن)

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کے ۲۳ ویں سالانہ جلسہ منعقدہ اسلام آباد۔ منبر میں حاضرین کا ایک رنگ۔

مجلسِ عرفان

مورخہ یکم مارچ ۱۹۹۲ء
بمقام محمود ہال لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مجلس عرفان کی کارروائی ادارہ "النور" اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

سوال - علماء پاکستان شریعت بل پاس کروانے کی کوشش کر رہے ہیں شرعی سزاؤں کیلئے یہ جواز دیکر کہ امت محمدیہ کے سپرد برائیوں کو دور کرنا ہے ان کا یہ عمل کس حد تک اسلام کے مطابق ہے۔

جواب - یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے سپرد برائیوں کا دور کرنا کیا ہے لیکن اس کے کچھ آداب اور سلیقے بھی ہیں کیونکہ یہ ایک بہت ہی نازک مسئلہ ہے لیکن بعض لوگ خاص طور پر آج کل کے علماء دن بدن زیادہ زور اور تشدد کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں اور وہ اپنے طرز عمل کو ایک حدیث کی بناء پر صحیح گرداتے ہیں اس نظر سے بالکل مختلف نظریہ پیش کرتے ہیں جو اسلام نے پیش فرمایا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو کہ جب تم کوئی برائی دیکھو تو اسے ہاتھ سے دور کر سکتے ہو تو ہاتھ سے دور کرو اگر ہاتھ سے دور نہیں کر سکتے تو قول سے یعنی نصیحت سے دور کرو اور اگر اس طرح بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم ناپسندیدگی کا اظہار کرو۔ علماء اس کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ جہاں جبر سے اصلاح ہو سکتی ہے وہاں جبری اصلاح ضروری ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اس حدیث کا یہ مطلب ثابت نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رض نے تشدد اور جبر سے اصلاح کرنے کی کوشش کی حضور نے فرمایا سزا کا مسئلہ اور ہے۔ اسلامی حکومت میں جن باتوں پر سزا مقرر کی گئی ہے وہ اصلاح کی خاطر نہیں بلکہ سزا کے طور پر ہے اصلاح میں جبر نہیں۔ مثال کے طور پر نماز مسلمان کی روحانی زندگی ہے اور نہ پڑھنے کا مطلب ہے کہ انسان مر جائے اس کے مقابلے میں چھوٹے چھوٹے گناہ کی کوئی حیثیت نہیں لیکن اس کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 7 سے 10 سال تک بچوں کو پیار سے نماز پڑھوانے کی عادت ڈالو 10 سے 12 سال تک نماز نہ پڑھنے پر سرزنش بھی کی جا سکتی ہے لیکن اس کے متعلق بھی زیادہ سختی کرنے کی اجازت نہیں بس تھوڑی بہت تادیب کی اجازت دی ہے۔ 12 سال کے بعد ماں یا باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اسے سختی سے نماز پڑھنے کے لئے کہے۔ بلوغت سے پہلے کسی حد تک سختی کی اجازت ہے لیکن جب انسان بالغ ہو جائے تو وہ خود مختار ہے خدا کے حضور۔ پھر سوائے نصیحت کے اور کوئی راستہ باقی نہیں رہ جاتا۔ کثرت سے ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم سختی کے قائل نہیں تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اجازت تھی حیرت کی بات یہ ہے کہ جب خود رسول اکرم ؐ کو اجازت نہیں تھی تو وہ دوسروں کو تشدد کرنے کی اجازت کس طرح دے سکتے تھے پاکستانی حکومت نے شریعت قانون پاس کیا اور زبردستی نماز پڑھوانے والے بھی مقرر ہو گئے اور جو نہ پڑھیں انکے لئے سزائیں بھی مقرر ہو گئیں۔ رسول اکرم ؐ جن پر شریعت نازل ہوئی اور جن کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست پیغام پہنچانے کیلئے چنا اور تمام پیغام پہنچانے والوں پر فضیلت دی اور ہر معاملے میں فوقیت عطا فرمائی گئی تھی اور آپ کا جو مسلک ہمارے سامنے ہے وہ تو یہ ہے کہ ایک دفعہ صبح کی نماز کے بعد آپ نے بڑے درد سے یہ اظہار فرمایا کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو صبح کی نماز پر نہیں آتے ان کو اگر بکرے کے پاؤں کی دعوت پر بلایا جاتا تو یہ دوڑ کر آتے میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی اور کو امام کھڑا کروں اور کسی کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھواؤں اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں لیکن مجھے اس کی اجازت نہیں ہے اب بتائیے کہ آنحضرت صلعم کو اتنی تکلیف ہوئی لوگوں کے رد عمل سے اور وہ چاہتے تھے ان لوگوں کو تنبیہہ کرنی کہ کیوں جہنم کا عذاب خرید رہے ہو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ موڑ کر جب تم اپنے آرام کو ترجیح دیتے ہو تو تم ایسے آرام کے اہل نہیں رہتے لیکن وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کی اجازت نہیں صدر ضیاء الحق کو پتہ نہیں

کہاں سے اجازت مل گئی ہے۔ وہ تو وحی کے بھی قائل نہیں۔ کہتے ہیں خدا کبھی کلام نہیں کرے گا پھر انہوں نے کسطرح اجازت لے لی۔ یہ بات یاد رکھیں کہ سوائے نصیحت کے ہمارے پاس اور کچھ نہیں اور وہ امور جو حدود سے تعلق رکھتے ہیں وہ بالکل اور مسئلہ ہے وہ سزا کا مسئلہ ہے جہاں کسی کو خدا خود مختار بنائے گا وہاں وہ اس حد تک سزا دینے کا حق رکھتا ہے لیکن اس میں بھی دخل دیکر تلاش کر کے جستجو کر کے ہمیں سزا دینے کی اجازت نہیں۔ جب گناہ مخشاء بنتا ہے تو خود اچھل کر منظرِ عام پر آتا ہے اور بے حیائی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ خود بخود ظاہر ہونے لگتی ہے تب

اسکی سزا کی اجازت ہے اس سے پہلے ایسے گناہ کی تشہیر بھی فحشاء بنتی ہے وہ گناہ جس کے لئے بدنی سزا کا حکم ہے مثلاً بدعملی ہے زنا کی سو کوڑے سزا رکھی ہے لیکن زنا کی تشہیر کرنے والے کو فحشاء پھیلانے والا قرار دیا اور اس کی سزا 80 کوڑے رکھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سزا کے معاملے میں بعض حدود مقرر کر دی گئی ہیں بالاسال حد اور بن جائے۔ گواہی کے معیار میں ایسی حیرت انگیز سختی کی گئی کہ اگر وہ معیار کسی امت میں پایا جاتا ہو تو وہاں اسلامی حد جاری نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کے علماء اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ شرعی سزائیں نافذ کرنا چاہتے ہیں اور گواہی کا معیار اتنا گرا ہوا ہے کہ ہر گواہ جھوٹا ہوتا ہے پاکستان میں جو چند غریب لوگ رہ گئے ہیں وہ سنگسار ہو جائیں گے اور باقی لوگ عیش کریں گے اور پیسے دیکر گواہ خرید لیں گے اور اگر بات لعان پر آ جائے تو دونوں جھوٹا قرآن کریم اٹھا لیں گے یہ سب شریعت سے تمسخر ہو گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں ایسی پاکیزہ شرائط لگا دی ہیں کہ غلط سوسائٹی میں شریعت نافذ ہو ہی نہیں سکتی۔ گواہی کا معیار اتنا بلند کیا کہ جس شخص میں حیاء کی کمی پائی جاتی ہو اور وہ بازار میں دیوار کی طرف منہ کر کے پیشاب کرتا دیکھا جائے اس کی گواہی قبول نہیں ہو گی۔ ہمارے ملک میں تو بے حیائی کا معیار اس سے ہزاروں گنا اوپر جا چکا ہے۔ گواہ کہاں سے لائے جائیں گے۔ وہاں تو بہتر یہی ہے کہ اپنے قانون جاری کرو جیسے قانون ویسے ہی گواہ بھی ہونگے اسلام کو بیچ میں نہ گھسیٹیں۔ جو رسول اکرم ﷺ نے پہلے شریعت کمائی تھی تب خدا نے مختار بنایا تھا سزاؤں کا۔ پہلے انہوں نے اس گندی سوسائٹی کو پاکیزہ بنا کر دکھایا اور سچ نے ٹھوس الگ حیثیت اختیار کر لی جب انسانی زندگی میں پاکیزگی داخل ہو گئی تو اس کی مثالیں اتنی عظیم الشان ظاہر ہوئیں کہ خود سزا کے معاملے میں اپنے آپ کو پیش کیا جانے لگا ایک مرد اور عورت خود اپنے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ ہم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے اور ہم اس لعنت کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے اس لئے ہم اپنے متعلق گواہی دیتے ہیں ہمیں شرعی سزا دیجئے رسول اکرم ﷺ نے اپنے اوپر گواہی دینے والے کو بھی سزا نہیں دی بلکہ منہ موڑ لیا۔ دوسری دفعہ وہ آئے تو پھر منہ موڑ لیا اسی طرح تیسری دفعہ بھی یہ احساس دلایا جسطرح انہوں نے اسکی بات نہیں سنی لیکن چوتھی دفعہ آنے پر اسکی بات سن کر سزا دلوائی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ کوئی شخص اپنے گناہ ظاہر کرے بلکہ ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سخت نفرت سے دیکھتا ہے ایسے شخص کو جس کی خدا نے پردہ پوشی کی تھی اور وہ اپنے گناہ ظاہر کرے۔ اسلامی اصلاح کے نظام کے بڑے بڑے راستے کھلے ہیں۔ لیکن اصلاح اس طریق سے کی جائے جس سے دوسرے کی عزت نفس زخمی نہ ہو آنحضرت صلعم اس بات کا بہت خیال فرماتے تھے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اگر حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث پر غور کیا جائے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے تو اصلاح کے بے شمار گر ہاتھ آ جاتے ہیں۔ آئینہ دیکھنے والے کو اس کے نقائص نہایت خاموشی سے بتاتا ہے ان کی تشہیر نہیں کرتا جب آئینہ دیکھنے والا آئینے کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو آئینہ بالکل صاف ہو جاتا ہے اور وہاں کوئی نشان باقی نہیں رہتا کہ کیا نقص دیکھا تھا علاوہ ازیں آئینہ صرف نقص ہی نہیں بتاتا بلکہ خوبیاں بھی بتاتا ہے اگر مومن کے قلب میں ایسی صفائی پیدا ہو جائے تو وہ تاج بننے کے اہل ہوتا ہے۔ خوبیوں پر بھی نظر رکھے اور انکی تعریف بھی کرے اس سے پیار کا تعلق پیدا ہوتا ہے برائی کی تشہیر نہ کرے بلکہ الگ ہو کر پرائیویٹ طور پر بتائے کہ کسی کو یا دوسرے لوگوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ اس خاص شخص کے متعلق یہ بات کی جا رہی ہے پھر وہ آئینہ نہ رہے گا اس لئے خطبات میں برائیوں کے خلاف جہاد کی اجازت ہے لیکن وہ بھی اس رنگ میں ہو کر خطبے میں بیٹھا ہوا کوئی شخص یہ محسوس نہ کرے کہ میں ننگا ہو گیا ہوں۔ اسطرح کے بعض واقعات میرے علم میں آئے ہیں ایک نصیحت کرنے والے نے نصیحت کی اور کہا کہ مجھے نصیحت کرنے کا حق ہے میں نے نام لئے بغیر نصیحت کی لیکن اس واقعہ کا علم تمام لوگوں کو تھا۔ اسطرح فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ نصیحت کرنے

پر بہت سی پابندیاں ہیں بہت سی شرائط ہیں اگر وہ شرائط قبول کر لی جائیں تو حیرت انگیز طور پر نصیحت کرنے والے کے اندر قوت پیدا ہو جاتی ہے اس حدیث میں قوت کا مضمون بھی بیان فرما دیا ہے۔ آئینہ بے آواز ہے جب چاہے اٹھا کر دیکھ لو جب چاہو رکھ دو۔ وہ سختی نہیں کرتا لیکن چونکہ منصف مزاج ہے اور سب کو آئینہ کے دل کے تقویٰ پر یقین ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ بیان نہیں کرے گا اس لئے آئینہ کو کوئی نہیں توڑتا۔ بلکہ وہ آئینہ توڑا جاتا ہے جو نقص نہ دکھائے ہر آدمی آئینہ دیکھنے پر مجبور ہے۔ پس مومن کے اندر بھی اپنی صفائی کا معیار اتنا بلند ہونا چاہئے کہ سننے والا یہ محسوس کرے کہ اس نے نفسانیت اور انانیت کی وجہ سے مجھے ذلیل کرنے کی وجہ سے یہ نصیحت نہیں کی اور صرف میری برائیوں کو ہی نہیں دیکھا بلکہ میری خوبیوں پر بھی نظر ہے تب اس معاملے میں اس کی ہر بات قبول کی جاتی ہے اور جہاں آپ کی نصیحت آئینہ کی صفات اختیار کرنے کی خصوصیت نہ رکھتی ہوں وہاں خاموشی اختیار کریں اور تقویٰ اختیار کریں اور ڈر جائیں کہ شائد مجھ سے غلطی ہو رہی ہے۔

(مرتبہ ثریا غازی صاحبہ)

سفر کی تعریف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ مجھے دس پندرہ کوس تک اِدھر اُدھر جانا پڑتا ہے۔ میں کس کو سفر سمجھوں اور نمازوں میں قصر کے متعلق کس بات پر عمل کروں میں کتابوں کے مسائل نہیں پوچھتا ہوں۔ حضرت امام صادق کا حکم دریافت کرتا ہوں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

"میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے عُرف میں جسکو سفر کہتے ہیں خواہ وہ تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے انما الاعمالُ بالنیات۔ بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بنا دقت پر نہیں ہے جس کو تم عُرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔ اور جیسا کہ فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اسکی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے"۔

(ملفوظات جلد ۲)

مختلف الزامات میں ۲۱۱۳ قادیانی گرفتار

ٹوبہ ٹیک سنگھ ۱۲ ستمبر (آغاز رپورٹ) معلوم ہوا ہے کہ شہید صدر جنرل محمد ضیاالحق کی طرف سے جاری کردہ امتناع قادنیت صدارتی آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے نفاذ سے اب تک ملک بھر میں تقریباً ۲۱۱۳ قادیانیوں کو مذکورہ آرڈیننس کے خلاف ورزیوں کے الزام میں گرفتار کیا گیا ۱۲۵ قادیانیوں کو خود کو مسلمان کہنے ۵۸۸ قادیانیوں کو کلمہ طیبہ کا بیج لگانے ، ۱۸۶ قادیانیوں کو تبلیغ و تقسیم لٹریچر پر، ۳۲۱ قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ لکھنے ، ۲۰۴ قادیانیوں کو اذان کہنے ، ۲۷۶ قادیانیوں کو شعائر اسلامی استعمال کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔

(روزنامہ آغاز کراچی)

جنرل محمد اعظم خاں

میں آپ پر الزام لگاتا ہوں کہ

۱۸ ۲۲ کے دستخط صفحات پر مشتمل جنرل ضیاء الحق کے نام اپنے آخری کھلے خط کے آخر میں جنرل ریٹائرڈ محمد اعظم خاں تحریر فرماتے ہیں۔

— میں آپ پر الزام لگاتا ہوں کہ

— آپ نے اسلام اور مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا اتنا گزشتہ دو سو سال میں کسی نے نہیں پہنچایا۔ آپ نے اسلام اور دوسرے تمام متفق علیہ قومی امور کو متنازعہ فیہ بنا کر مسلمانوں کو لاتعداد قومیتوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

— آپکی حکمت عملی کے باعث پاکستان کو مزید کئی حصوں میں تقسیم کرنے والی تحریکوں کو تقویت ملی۔ اور آپ کے دزیروں نے ان کی اعلانیہ حوصلہ افزائی کی۔

— آپ نے فوج کو ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا اور اس عظیم قومی ادارے کو ذاتی ادارے میں تبدیل کرنے کی دانستہ کوشش کی۔

— غیر جماعتی انتخابات کے ذریعہ برادریوں، مذہبی، لسانی اور علاقائی فرقہ بندیوں اور گروہ بندیوں کے زہر نے پورے قومی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور اب اس میں رہی سہی کسر پوری کرنے کے لئے آپ نے ایک بار پھر غیر جماعتی انتخابات کا ایکشن ری پلے کرنے کا اعلان کیا ہے

— خارجہ پالیسی مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے نہ صرف یہ کہ ہمسایہ ملکوں کے ساتھ ہمارے تعلقات خوشگوار نہیں۔ بلکہ برادر مسلم ملکوں کے ساتھ بھی ہمارے مراسم زیادہ مستحکم نہیں۔ ایران تو پہلے ہی ہم سے بدگمان تھا۔ اب ترکی نے (جس کے ساتھ پاکستان کے تعلقات دونوں ملکوں کی روایات کا جزو تھے) ہمارے روایتی حریف کی خواہش پوری کرنے کے لئے ایٹمی توانائی کے ضمن میں ہماری امداد بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کشمیر کا مسئلہ آپ نے ملکی سطح پر معطل کر دیا ہے بنگلہ دیش میں محصور ۲½ لاکھ سے زیادہ پاکستانیوں کو اپنے اقتدار کے گیارہ سالہ دور میں ان گنت وعدوں کے باوجود پاکستان منتقل کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی اور اب محض وقت گزاری اور چندے کی وصولی کے لئے آپ ایکسٹنشن ڈرامے کی تیاری کر رہے ہیں۔

— آپ نے پاکستانی قوم سے اس کے تمام حقوق چھین لئے ہیں۔ عوام پر بے روزگاری گرانی اور علاقائی و لسانی عصبیتوں کا عذاب مسلط کیا اور عوام کو اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے آپس میں لڑاتے رہے۔ آپ کی گمراہ کن پالیسیوں کے باعث سیاچین میں پاک فوج کو ہزیمت کا

علیہ وسلم نے منافق کی جو تین نشانیاں بیان کی ہیں۔ ان میں سے دو نشانیاں یہ ہیں کہ منافق کبھی وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اور جب بھی بولتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔

— آپ نے عوام کے منتخب نمائندوں کے تیار کردہ متفقہ آئین کو معطل کیا۔ پھر مفلوج دستور بنایا۔ پھر پی۔سی۔او جاری کیا۔ پھر اپنی خواہش کے مطابق ریفرنڈم کرایا جو مکمل طور پر ایک گھٹیا درجے کا فراڈ تھا۔ پھر آپ نے ذاتی مفاد کے لئے اسمبلی کو برطرف کیا۔ اور انہیں احتساب کی دھمکی دے کر مرعوب کرنے کی کوشش کی۔

— آپ نے بجٹ جیسی قومی دستاویز کو اپنے ذاتی عزائم کی خاطر بلیک میلنگ کے لئے استعمال کیا تاکہ صنعت کار تاجر اور عوام آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں۔

— آپ نے آئین کی دفعہ ۲۴۴ کے تحت درج حلف نامے کی صریحاً خلاف ورزی کی ہے اس حلف نامے میں واضح طور پر درج ہے کہ کوئی بھی فوجی سیاست میں حصہ نہیں لے گا۔ لیکن آپ نے سیاست میں علی الاعلان حصہ لیا۔ اور آرمی کے چیف آف اسٹاف کی تنخواہ وصول کرنے کے باوجود ایک سیاسی عہدے پر بھی قابض رہے۔

— آپ نے اپنی ۲۰ جولائی کی تقریر کے نتیجے میں آئین کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔ اور اعلان کے بغیر مارشل لاء جیسی صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اور اگر آئین موجود ہے تو پھر آئین کی دفعہ ۴ کے تحت پارلیمنٹ کو آپ کے خلاف مقدمہ چلانا چاہیئے۔ دونوں صورتوں میں آپ ملک کے صدر نہیں رہے

— آرمی ایکٹ کی مسلسل خلاف ورزی کے باعث آپ کا عہدہ بھی اصولی طور پر ختم ہو چکا ہے۔

— آپ نے غیر جماعتی انتخابات کے خلاف سپریم کورٹ کے فیصلہ کو بے اثر بنانے کے لئے غیر جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ۳۰ مئی کے اعلان اور ۱۲ جولائی کی پریس کانفرنس کے دوران سپریم کورٹ کا فیصلہ وہ واحد وجہ معلوم ہوتی ہے جس کے باعث آپ نے بدبختی کے ساتھ اپنے سابقہ وعدے کو فراموش کر کے غیر جماعتی انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

— آپ اپنا ذاتی اور اہل خاندان کا گوشوارہ پیش کریں۔ اپنے دوسرے اعمال کی تفصیل بیان کریں مجھے یقین ہے کہ آپ نے وسیع پیمانے پر سیاسی اور مالی دھاندلیاں کی ہیں۔ جن کا احتساب اسلامی اور جمہوری اصولوں کے تحت لازمی ہے۔

— اخبارات کی آزادی اور عدلیہ کے وقار کی پامالی۔ آپ کے دور میں جتنی ہوئی اس کی مثال کسی بھی سابقہ دور میں نہیں ملتی — میں پوری ذمہ داری کے ساتھ آپ پر مذکورہ الزامات عائد کرتا ہوں اور اسے ثابت کرنے کا عزم بھی رکھتا ہوں — میں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ ان الزامات کو غلط ثابت کریں میں آپ کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر روبرو مباحثہ کرنے کی پیشکش کرتا ہوں۔ میں اور آپ دونوں قوم کے سامنے اپنا اپنا موقف بیان کریں شرط صرف یہ ہے کہ اگر الزامات ثابت ہو جائیں تو آپ فوری طور پر اقتدار "سپریم کورٹ" کے حوالے کر دیں تاکہ آزادانہ وغیر جانبدارانہ طور پر جماعتی بنیادوں پر انتخابات منعقد کرانے اور اقتدار عوام کے نمائندوں

سامنا کرنا پڑا جس کے باعث دوسرے نقصانات کے علاوہ سب سے بڑا نقصان یہ پہنچا کہ ہمارے واحد قابل اعتماد دوست چین کے ساتھ ہمارا رابطہ منقطع ہو گیا۔

— آپ نے عوام اور فوج کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کرنے کی کوشش کی۔

— آپ نے دانستہ طور پر اوجڑی کیمپ کا سانحہ رونما ہونے دیا جس میں ہزاروں افراد جان بحق۔ ہزاروں۔ معذور اور ہزاروں

خاندان معاشرتی زبوں حالی کے نازک المیوں سے دوچار ہوتے۔

— آپ نے جتنے بھی وعدے کئے۔ انہیں ایفا نہیں کیا اور سرور کائنات صلی اللہ کو نقش کرنے کا اہتمام کرے۔

میں غیر جماعتی انتخابات کے بارے میں آپ کے طفلانہ دلائل سے ہرگز مطمئن نہیں کیونکہ اس صدی کے سب سے بڑے سیاستدان قائداعظم محمد علی جناح نے جماعتی بنیادوں پر

عام انتخابات کے نتیجہ میں پاکستان حاصل کیا تھا۔ اور پاکستان کو جب بھی نقصان پہنچا وہ سیاسی جماعتوں کی عدم موجودگی یا پھر ان کی بے اثری کے باعث پہنچا۔ —

مجھے امید ہے کہ آپ جلد ہی اس سلسلہ میں قوم کو اپنے فیصلے سے آگاہ کریں گے۔

خصوصی شکریہ کے ساتھ ہفتہ دار لاہور سے

خصوصی شکریہ کے ساتھ ہفتہ دار لاہور سے

آئینہ

سید قیصر شیرازی

کیا یہ ڈرامہ تھا؟

آج سے تقریباً پانچ سال قبل یہ سنسنی خیز خبر جلی سرخیوں کے ساتھ اخبارات کی زینت بنی۔ کہ جناب مولانا اسلم قریشی صاحب کو اغواء کر لیا گیا ہے اور اس خبر کے ساتھ ہی مولانا حضرات اور تبرا ایسے غیر سنجیدہ خیر سے" لے مختلف پریس کانفرنسوں اخباری بیانوں، گرما گرم تقریروں کے ذریعے سے ہنگامہ مچا یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ

موصوف کو قادیانی مسلک کے پیروکاروں نے اغواء کیا ہے بلکہ انھیں شہید بھی کر دیا گیا ہے۔

ان فتووں کے بعد ملک بھر میں جلسوں، جلوسوں، توڑ پھوڑ۔ آگ کے شعلوں کی مدد سے قادیانیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے۔

سے علماء کرام کے فیصلوں نے ایک نئی کروٹ لی جس کے ذریعے

— ان کی عبادت گاہوں کی توہین کی گئی۔ !

— عبادت گاہوں پر کندہ کلمہ طیبہ صاف کر دیا گیا۔

— انھیں شودر سمجھا جانے لگا۔

— محلوں میں ان کا حقہ پانی بند کر دیا گیا۔

— سینکڑوں قادیانیوں کو مولانا صاحب کے اغواء اور قتل کے الزام میں نہ صرف گرفتار کیا گیا۔ بلکہ ان پر تشدد بھی کیا گیا۔

— طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔

— ان کے اجتماعات پر پابندیاں لگا دی گئیں۔

— ان کے جرائد ضبط کئے جانے لگے۔

دوسری جانب قادیانی مسلک کے پیروکار بار بار وضاحت کرتے رہے۔ کہ ہمیں "مولانا" صاحب کے متعلق کچھ علم نہیں۔ لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی۔ ان کی ہر وضاحت اور صفائی کو سختی سے یکسر مسترد کیا جاتا تھا۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اسلم قریشی صاحب کوئی عالم فاضل نہیں تھے بلکہ موصوف سی ڈی اے کے ایک معمولی ملازم تھے۔ انہوں نے یہاں قادیانی مسلک کے پیروکار ایک اعلیٰ افسر پر شدید حملہ کیا تھا جس کی پاداش میں انھیں ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اس سبکدوشی کے بعد اسلم قریشی نے قادیانیت کے مسلک کے خلاف تند و تیز بیانات جاری کرنے شروع کر دیئے ان کے خلاف تقاریر کے انبار لگا دیئے۔ ان مصالحے دار تقاریر نے انہیں اسلم قریشی سے علامہ اسلم قریشی بنا دیا۔ اور اغواء کے قصے نے انھیں ملکی لیڈر بنا دیا۔

موصوف کے اغواء اور قتل کی نشر و اشاعت اس انداز سے کی گئی کہ

— وطن عزیز کے عوام کی اکثریت نے انھیں "شہید" سمجھ لیا۔

— جگہ جگہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

— ان کے ورثاء کے لئے فنڈ جمع کئے گئے

آخر اذیتوں کے کربناک بادل آہستہ آہستہ چھٹنے لگے۔ لوگوں نے "مولانا" صاحب کی شہادت کو رضائے الٰہی سمجھ کر بھلانا شروع کر دیا۔ لیکن گزشتہ پندرھواڑے ایک اور دھماکہ ہوا

مولانا صاحب نے آئی جی صاحب لاہور کی معیت میں بہ نفس نفیس پریس کانفرنس کر ڈالی۔ کہ

"میں زندہ ہوں۔ اغوا نہیں ہوا تھا بلکہ میں تو ایرانی محاذ پر جہاد کرنے گیا تھا۔"

ان کے اغواء و قتل کی طرح انکی ڈرامائی انداز میں برآمدگی یا دریافتگی کی خبر بھی پاکستان کے شہریوں پر بجلی بن کر گری۔ لوگ ششدر رہ گئے کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ موصوف کے اغواء شہادت اور واپسی کے پیچھے کیا راز پوشیدہ ہے؟

میں یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں قادیانی مسلک کا پیروکار نہیں ہوں میرا تعلق ماشاء اللہ سادات برادری سے ہے۔ اور ہمارا شجرۂ نسب شیر خدا امیر المومنین حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے۔ — چونکہ میں صحافی ہوں جو ایک عظیم پیشہ ہے۔ اس ناطے سے میرے

کچھ فرائض منصبی بھی ہیں اور انھیں بغیر تمیز
نسل، جنس، سیاست، اور مسلک کے
سر انجام دینا میرا فرض ہے۔
۔۔ تو بات ہو رہی تھی۔ موصوف کی برآمدگی
کی۔ یہاں میں لمبی چوڑی بحث میں نہیں
جانا چاہتا کہ
موصوف کیوں غائب ہوئے؟ کہاں
تھے؟ کیوں تھے؟ کیسے تھے؟ کیوں
دوبارہ زندہ ہوئے؟
سوال یہ ہے کہ اب مولانا صاحب زندہ
سلامت ظاہر ہو چکے ہیں۔ ان کے اغواء
قتل کی بنیاد پر ۔۔۔ جن لوگوں کو سر بازار
رسوا کیا گیا!
۔۔۔ تھانوں۔ محلوں، گلیوں اور سڑکوں
میں اُن پر تشدد کیا گیا۔
۔۔۔ ان کی عبادت گاہوں کو پامال کیا گیا۔
اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یا
کون ہیں۔؟
کیا یہ کوئی سوچی سمجھی سازش تھی؟
اگر یہ کوئی سازش نہیں تھی ۔۔ تو۔
مولانا صاحب یہ دیکھتے ہوئے کہ میری
وجہ سے بے گناہ لوگوں پر تشدد ہو رہا ہے
اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی پامالی
ہو رہی ہے۔
کیوں خاموش تھے؟
مولانا صاحب کے بقول انہوں نے
اپنی زوجہ صاحبہ کو خط بھی تحریر کیا تھا۔
کہ وہ بفضلِ خدا بالکل ٹھیک ٹھاک
ہیں۔ تو یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے
۔ان کی زوجہ صاحبہ نے کیوں نہیں
انکشاف کیا۔کہ
اُن کے شوہر صاحب
زندہ سلامت ہیں۔
بے گناہ لوگوں پر ظلم
نہ کیا جائے ۔۔۔
اگر اس ظلم و تشدد کو اس نقطۂ
نظر سے لیا جائے کہ یہ لوگ
قادیانی مسلک سے متعلق ہیں
اس لئے کیا گیا ہے تو اسلامی
نقطۂ نظر سے یہ بھی غلط ہے ۔۔۔
کیونکہ اسلام تو بھائی چارہ کا
درس دیتا ہے۔
اسلام بہت وسیع مذہب ہے
حضرت رسول اکرمؐ رحمت اللعالمین
ہیں۔ "رحمت المسلمین" یا رحمت
الشیعہ یا رحمت السنی نہیں ہیں۔
اسلام میں تو اقلیتوں کے بہت حقوق
ہیں۔ کم از کم ہمیں اسلام کے طے
شدہ حقوق کی پاسداری تو کرنی
چاہیئے نا۔ اگر ہم اُن کے حقوق کی
پاسداری نہیں کرتے تو کیا یہ اسلامی
احکام کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔
کیا اسلام کے کسی حکم کی خلاف
ورزی کرنے والا مسلمان'
کہلا سکتا ہے۔
مولانا اسلم قریشی صاحب اب پولیس
کی حفاظت میں ہیں ۔۔۔ اُنکی گمشدگی
و پُراسرار برآمدگی کی کھلی عدالت
میں سماعت ہونی چاہیئے۔ تاکہ دودھ
کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو سکے۔
اور اُن کی گمشدگی کے پیچھے
جو ہاتھ کارفرما تھا۔یا۔تھے۔
چاہے وہ موصوف خود ہی کیوں نہ ہوں۔
انہیں عبرت ناک
سزا دی جانی چاہیئے
تاکہ مذہب اور فرقوں
کی آڑ میں لیڈری
چمکانے کی خواہش
رکھنے والوں کی
حوصلہ شکنی ہو سکے۔
لیکن اگر اس موقع پر انصاف کے تقاضے پورے
نہ کئے گئے۔ یا پورے نہ کرنے دیئے گئے تو پھر
ایسے واقعات روز کا معمول بن جائیں گے۔ اور
یہ راستہ صرف اور صرف وطن عزیز کی تباہی و
بربادی کی طرف جاتا ہے۔"

(بحوالہ ہفتہ دار "تاجر" اسلام آباد
۲۹ جولائی ۱۹۸۸)

رفیق ڈوگر

مجرم کون؟

سیالکوٹ کے محمد اسلم قریشی محاذِ جہاد سے واپس آگئے ہیں۔ پولیس کے زیرِ سایہ اپنے اس طویل جہاد کی ڈرامائی کہانی بیان کرتے ہوئے اس نے بہت سے کرداروں اور محاذوں کے نام بھی گنوائے۔ اپنے آپ کو دماغی اور مالی عدم توازن کا شکار ثابت کرنے کی کوشش کی۔ تادمِ تحریر وہ پولیس کے زیرِ علاج ہیں۔ توازن بحال ہونے پر مزید کیا کیا انکشاف کرینگے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ

اس "مجاہد" اسلام کے عدم توازن کے نتیجہ میں افراد اور املاک کا جو نقصان ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وہ لوگ جو شہید کی برسیاں مناتے رہے۔ — اس کی "شہادت" کے زور پر سیاست چمکاتے رہے۔ یا شہیدِ سیالکوٹ بذاتِ خود۔ اس کے اس روحانی مشن کے پانچ سالوں کے دوران ملک بھر میں عام طور پر اور پنجاب میں خاص طور پر امن و امان کا مسئلہ درپیش رہا۔ حکومتی اور وزارتی سطح پر ایک ہنگامہ بپا رہا۔

بعض لوگ ان کی بدولت اسمبلیوں میں پہنچے تو بعض کو وزارتوں سے ہاتھ دھونا پڑے۔ ان پانچ اذیت ناک سالوں کے دوران ایک اقلیت پر گزرنے والے مصائب کا اندازہ کیا جائے۔ تو اس اقلیت کے دشمنوں کے دل میں بھی ہمدردی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے — انھیں "غیر مسلم" قرار دیا جا چکا۔ آپ انہیں ناکردہ گناہوں اور میدانِ جہاد میں برسرِ پیکار "مجاہدوں" کے قتل کا الزام دے کر انتقام کا نشانہ اسلام کے کن اُصولوں کے تحت بناتے رہے۔ کیا اسلام میں اسکی اجازت ہے کہ

ایک فرد کے دماغی عدم توازن کی وجہ سے ملک کی ایک پوری اقلیت کو مجرم قرار دے دیا جائے۔

آپ نے اس اقلیت کے ساتھ ہی نہیں اسلام کے ساتھ بھی زیادتی کی ہے — دوسروں کو ناکردہ گناہوں کی سزا دی۔

آپ کو کردہ گناہوں کی سزا کیوں نہ ملنا چاہیئے قوم پانچ سال تک اسلم قریشی کی وجہ سے پریشان رہی۔

کیا آمرِ دا ایشی پوری قوم کے مجرم نہیں؟

(اداریہ مجلہ دید و شنید جلد ۵ شمارہ ۲۳، ۲۴، یکم تا ۳۱ جولائی ۱۹۸۸ء)
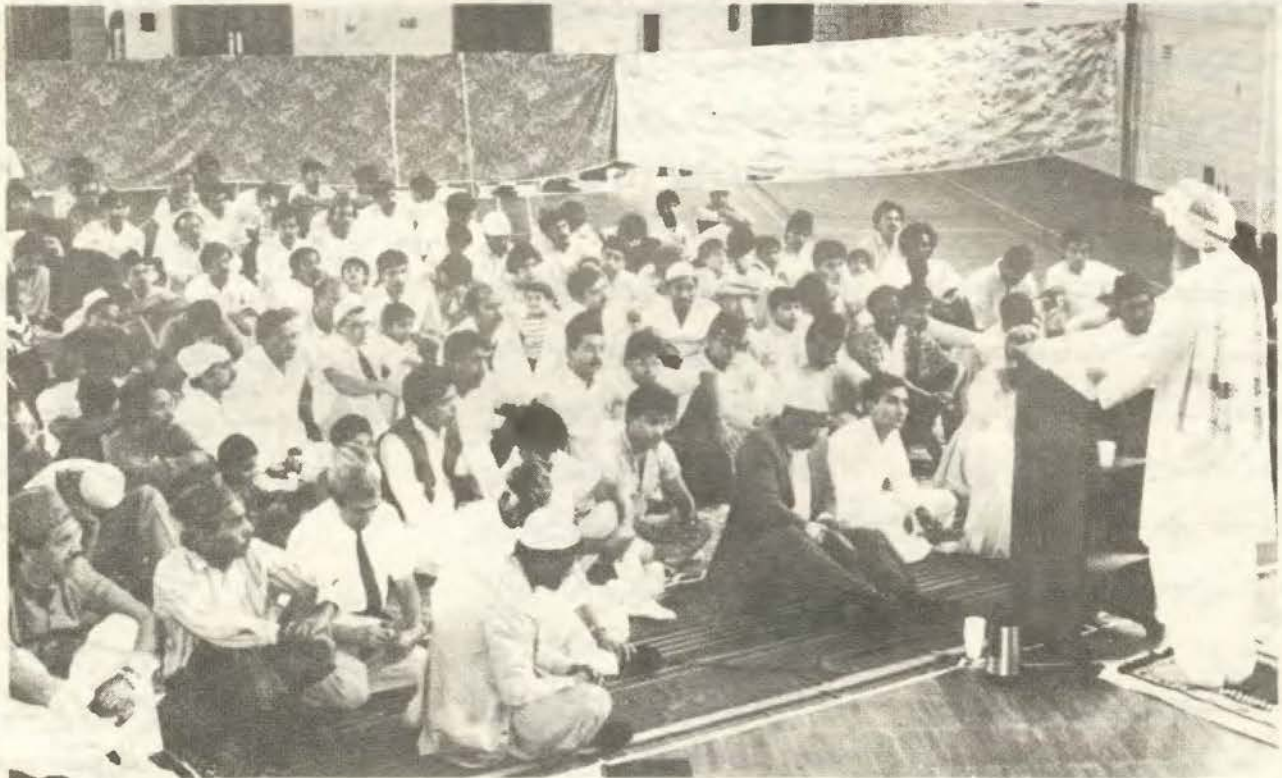
A View from the Eidul Azhia celebration of the Washington Metro Jamaat